اَلَا بِذِکْرِاللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ○

ذِکر

﴿مؤلف﴾

علامہ محمد نواز صدیقی ہزاروی

زیراہتمام:

شعبہ نشر واشاعت صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس

مدینہ نگر پلہیر ایبٹ آباد

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

ضابطہ:

نام کتاب : **ذِکر**

مؤلف : محمد نواز صدیقی

نظر ثانی : محمد حامد الأزہری

پروف ریڈنگ : محمد خلیق عامر

کمپوزنگ : محمد یامین

زیر اہتمام : صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس

اِشاعت اوّل : فروری **2013** ء

تعداد : **1100**

❁❁❁❁❁

رابطہ:

محمد نواز صدیقی

☆ صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس مدینہ نگر پلہیر ایبٹ آباد

☆ دربار نقشبندیہ پٹن خورد ایبٹ آباد

موبائل: 0300-9112950, 03004107096

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا ومولانا

محمد

وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم

"اے اللہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد ﷺ پر،

آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ پر برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔"

پیش لفظ

انسانی فطرت ہے کہ وہ اس چیز کو ہمیشہ یاد کرتا ہے جس کے ساتھ اس کا لگاؤ کی حد تک گہرا تعلق ہو۔ وہ کسی صورت میں بھی اسے بھلانے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ اہل محبت کے ہاں یہ عام قاعدہ ہے کہ جس شے سے محبت ہو اسے اٹھتے بیٹھتے یاد کیا جاتا ہے۔ محبوب جس قدر صاحب عظمت و شان اور حسن و جمال کا پیکر ہو گا محبّ کی زبان پر اسی قدر اس کا ذکر کثرت سے آئے گا۔ ایک مومن کامل کی دلی محبت، مخلصانہ الفت اور جذباتی تعلق کا مرکز و محور صرف ذات باری تعالیٰ کا ذکر ہی ہو سکتا ہے اور جس بندے کو محبت الٰہی کی کیفیت نصیب ہو جائے اس کی دیوانگی اور اس کے جوش محبت کا عالم کیا ہو گا؟ اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ جس کو بھی محبت الٰہی کے اس بحر بیکراں سے کوئی قطرہ مل جائے اس کی نظر میں پوری دنیا کی نعمتیں ہیچ، بے اثر اور بے وقعت ہو جاتی ہیں اور وہ پوری دنیا اپنے محبوب کے نام پر قربان کر دیتا ہے۔ صرف اسی ذات کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے جس سے شدید محبت ہو۔ اللہ رب العزت نے حضرت زکریا علیہ السلام کو کثرتِ ذکر کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ.

''اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کرو اور شام اور صبح اس کی تسبیح کرتے رہو۔''

اسی ارفع و اعلیٰ ہستی کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے زیر نظر کتاب ''ذِکر'' تالیف کی گئی جس کے مؤلف محترم المقام حضرت علامہ محمد نواز صدیقی ہزاروی مدظلہ العالی ہیں۔ آپ ہر سال قبلہ دادا جان الحاج عبدالغفور نقشبندیؒ کے عرس کے موقع پر اہل اسلام کی رہنمائی کے لیے قرآن و حدیث کی روشنی میں کسی ایک مضمون پر کتاب تحریر فرماتے ہیں اور

اس کی طباعت کروا کر تقسیم کرواتے ہیں۔ زیرِنظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

قبلہ دادا جان سے ان کی زندگی کے ہر موڑ پر اخلاص کے ساتھ تعلق اور وفاداری نبھانے والے ان کے عظیم دوست اور بھائی محترم المقام علامہ محمد اسحاق صدیقی مدظلہ العالی کی لکھی ہوئی منقبت بھی شاملِ کتاب ہے، جو ان کے اس رشتہ کی پختگی پر شاہد ہے۔

قبلہ دادا جان کی حیات مبارکہ پر ایک مختصر مضمون کو بھی اس کتاب کی زینت بنایا گیا ہے جس کو ان کے صاحبزادے محمد حامد الازہری نے تحریر کیا ہے اور اس کی طباعت و اشاعت کے جملہ اخراجات ان کے صاحبزادے محترم المقام محمد اعجاز نے ادا کئے ہیں۔

کتاب کی پروف ریڈنگ کی سعادت مجھ نا چیز کو نصیب ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام احباب کی مساعی جمیلہ کو اپنے دربار میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

محمد خلیق عامر

ریسرچ سکالر، فرید ملّت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

لا إله إلا اللّٰه

کس شان سے مولا تیرا گھر ہے سجا، لا إله إلا الله
آتے ہیں یہاں انبیاء و اولیاء، لا إله إلا الله
کعبہ پہ پہلی نظر ہی سے، بن جاتی ہے بگڑی مومن کی
مٹ جاتے ہیں سارے جرم و خطا، لا إله إلا الله
لبّیک صدائیں گونجتی ہیں، اور حاضری سب کی لگتی ہے
پڑھتے ہیں سارے تلبیہ، لا إله إلا الله
انوار کی بارش ہوتی ہے، اور میل دلوں کی ڈھلتی ہے
ہے ہر زائر کے دل کی صدا، لا إله إلا الله
اس مرکز نور و رحمت پر، جو خاص تجلّی رہتی ہے
دلِ بینا دے اور مجھے بھی دکھا، لا إله إلا الله
یہ عاصی کہاں اور یہ بارگاہ، یہ کرم ہی کرم اور لطف و عطا
یہ سب صدقہ میرے مرشد کا، لا إله إلا الله
یہ عرض ہے مالک ارض وسماء، ملے بھیک ہمیں اور سن یہ صدا
دے پیر کامل کو کامل شفاء، لا إله إلا الله

کیا سبب ہے کعبہ رونق کا، ہے وقت جدائی اب تو بتا
دیتا ہے میزاب مدینے کا پتا، لا إله إلا الله
حرم کی فضا میں اے سالک، اللہ والوں کی یادیں پھیلی ہیں
کہیں زم زم، مروہ، نقشِ پا، لا إله إلا الله

حمد باری تعالیٰ

سب دا معبود اک اللہ اے، او واحد اک ای کلا اے
جیدی ہر سُو دیکھ تجلّی اے
اللہ مالک کل جہاناں دا، اللہ خالق زمیں آسماناں دا
اللہ رازق سب انساناں دا
صدیق اکبرؓ یار نے غار والے، جنہاں لُٹے نے میلے بہار والے
ہونڑ وی او ساتھی مزار والے
اٹھ اللہ اللہ پکار دلا، ونج بیٹھ مدینے دربار دلا
نال تیرے غزنویؒ سرکار دلاِ
مرشد رکھے صدیقی رنگ میاں، جیہڑا بابا جیؒ دی امنگ میاں
ایدا بنڑ جا مست ملنگ میاں
سالک بندہ طاعت گزار ہووے، نالے مرشد دا وفادار ہووے
تاں اس دا بیڑہ پار ہووے

نعت رسول مقبولﷺ

جشن میلاد النبی ﷺ ہے جشن میلاد النبی ﷺ
لبّیک یا نبی ﷺ آپ کے ہیں امتی
جھوم اٹھا ہے پتا پتا کِھل اٹھی ہے ہر کلی
سیّدی مرشدی یا نبی ﷺ یا نبی ﷺ
صاحب صدق و صفا دے رہے ہیں اک صدا
آؤ مل کر سب منائیں جشن آمد مصطفیٰ ﷺ
سارے نبیوں کا ہے سرور تیرا میرا نبی ﷺ
آنے والے با وضو اور علمبردار ہوں
اور سب پیر و جواں بھی خبردار ہوں
ہم نے دینی ہے جہاں میں امن کی روشنی
آبروئے مصطفیٰ ﷺ پہ جان بھی قربان ہے
ہے یہی دین اپنا اور یہی ایمان ہے
مال و اولاد دیں گے ہم سب خوشی خوشی
جس طرف بھی دیکھئے کیا خوب اژدھام ہے

سب کے لب پہ ان کے نعرے اور ان کا نام ہے

لبیک یا نبی ﷺ آپ کے ہیں سب امتی

جہاں نہیں عشق نبی اندھیر ہی اندھیر ہے

مسلماں وہ نہیں خاک کا ڈھیر ہے

ضائع کر دیتی ہے پونجی ان کی بے ادبی

غور سے سن تُو اے دشمنان دیں

زمیں سے آسماں پر تھوکا جا سکتا نہیں

خائب و خاسر رہیں گے خارجی و رُشدی

جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں

اپنا تو تجھ بنا مدنی سہارا نہیں

ہیں تو سب آپ کے لاکھ ہم برے ہیں

سب کے لیے ان کی رحمت یہ جہاں ہو وہ جہاں

اس لیے پیروجواں کہتے ہیں سالکؔ یہاں

یا نبی مل جائے تیرے در کی چاکری

محمد نواز صدیقی ہزاروی

خطیب جامع مسجد فیضان مدینہ پیٹربرو، لندن

استاد جیؒ کے معمولات میں تسلسل اور دوام

اللہ تعالیٰ نے انسان کی رشد و ہدایت کے لیے ہر دور میں اپنے عظیم المرتبت انبیاء و رسل علیہم السلام بھیجے۔ جنہوں نے اپنی اپنی امتوں کی ہدایت کا فریضہ بصورت احسن سر انجام دیا۔ بعثت انبیاء کا یہ سلسلہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت مبارکہ پر مکمل ہوا اور باری تعالیٰ نے آپ پر سلسلہ نبوت کے خاتمہ کا اعلان فرما دیا:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط وَکَانَ اللہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا. (۱)

''محمد (ﷺ) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلۂ نبوت ختم کرنے والے) ہیں، اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔''

مشیت الٰہیہ سے جہاں ایک طرف سلسلہ نبوت کا خاتمہ ہوا وہاں امت محمدیہ کی رہنمائی کے لئے اور علم نبوت کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کی ذمہ داری آپ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہونے والے عظیم المرتبت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اٹھائی اور ان کے ہی وسیلے سے علم کی یہ عظیم میراث نسل در نسل تابعین، اتباع التابعین، آئمہ و مجتہدین اور صوفیاء کرام کے ذریعے آج ہم تک پہنچی اور یہ سلسلہ اسی طرح علماء حق کے ذریعے تا قیام قیامت جاری و ساری رہے گا۔

علماء وصوفیاء نے اپنے علم و عمل کی روشنی کو اگلی نسلوں تک منتقل کیا۔ اسی روشنی کے نور سے فیض یاب ہوتے ہوئے آج ہم کفر و باطل کے تہذیبی، ثقافتی اور نظریاتی حملوں کے بیچ نہ صرف اپنے ایمان کو محفوظ کئے ہوئے ہیں بلکہ دین اسلام کی ترویج و اشاعت کا

---

(۱) الاحزاب، ۳۳: ۴۰

فریضہ بھی سرانجام دے رہے ہیں اور یہ فریضہ وارثانِ شریعت وطریقت اپنی اپنی استعداد کے مطابق اللہ کی مدد ونصرت سے سرانجام دیتے رہیں گے۔

معزز قارئین! انہی برگزیدہ ہستیوں میں سے ایک عظیم ہستی، عالم باعمل، صوفی باصفاء، انکساری کا عظیم پیکر، بے کسوں، محتاجوں، یتیموں اور مسکینوں کا سہارا، صبر و رضا کا عظیم پہاڑ، دن کی جلوتوں اور رات کی خلوتوں میں ہمہ وقت اپنے رب کی بارگاہ میں بندگی بجا لانے والی عظیم ہستی، الحاج پیر عبدالغفور نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی اسی مشن اور اسی مقصد کے تحت گزاری۔

دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے آپ خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ آپ نے نہ صرف خود اپنی ساری زندگی اس کے لیے وقف رکھی بلکہ اپنی حقیقی اور روحانی اولاد کو بھی اسی مشن پر لگایا اور تیار کیا۔ اہل علاقہ اور گرد و نواح کے افراد کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے دارالعلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقیہ کی صورت میں عظیم درسگاہ بھی قائم کی، جہاں آپ کے فیوضات کو عام کرنے کا فریضہ بصورت احسن سرانجام دیا جا رہا ہے اور اللہ کی مدد ونصرت سے تا قیامِ قیامت جاری و ساری رہے گا۔

قارئین کرام! قبلہ استاد جی رحمہ اللہ کی زندگی کے لیے بے شمار پہلو ایسے ہیں جن پر قلم اٹھایا جا سکتا ہے اور انہیں زینتِ قرطاس بنایا جا سکتا ہے مگر مضمون کی طوالت اور اپنی کم علمی کی وجہ سے میں آپ کی حیات مبارکہ کے صرف ایک گوشے پر مختصر سی روشنی ڈالنے کی جسارت کروں گا، وہ آپ کے معمولات میں ہمیشگی اور دوام ہے۔

قبلہ استاد جی رحمہ اللہ ساری زندگی کو اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو آپ کے جملہ معاملات چاہے ان کا تعلق دنیاوی معاملات سے ہو یا روحانی معمولات سے ان میں ہمیشگی اور تسلسل نظر آئے گا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جہاں آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عظیم سعادتیں اور خوشیاں نصیب ہوئیں وہاں مختلف آزمائشیں، مصائب و آلام کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ مگر خوشی و غمی کے ہر دور میں آپ کی شخصیت شکر، صبر اور رضا کا عظیم پیکر نظر

آئی۔ آپ جہاں ہر خوشی کے ملنے کی صورت میں اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس کا شکر بجا لاتے وہاں مشکلات، مصائب اور آلام کا سامنا بھی صبر و استقامت کے ساتھ کرتے تھے۔ کبھی بھی آپ کی زبان پر شکوہ اور شکایت نہیں آئی۔ ہر مصیبت و آزمائش کو اپنے رب کی طرف لوٹاتے ہوئے یوں گویا ہوتے ''إناللہ وإنا إلیه راجعون''

ہم نے اپنی زندگی میں غربت و افلاس کے دن بھی دیکھے اور کشادگی رزق کے دن بھی، مگر حالات چاہے جیسے بھی ہوئے ہوں قبلہ والد گرامی کے چہرے پر کبھی مالی حوالے سے کسی قسم کی پریشانی کے آثار نہیں دیکھے۔ آپ کا دروازہ زندگی کے ہر موڑ پر غرباء، مساکین اور بے سہاروں کے لیے ہمیشہ کھلا رہا۔ کبھی کسی کو خالی دامن نہیں لوٹایا اور رزق میں فراوانی آنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ میں بھی کشادگی بھی دیکھی اور انفاق فی سبیل اللہ کا ہر عمل بڑھتا ہی گیا۔

آپ کی عادات مبارکہ میں سے ایک بڑی عظیم عادت یہ بھی تھی جب خاندان میں کسی بھی قسم کی خوشی کی کوئی تقریب ہو مثلاً شادی وغیرہ تو آپ اس تقریب کی نسبت حضور نبی اکرم ﷺ کی محفل میلاد کے ساتھ جوڑ دیتے اور اس کی بنیادی وجہ آپ کا یہ عقیدہ تھا کہ جملہ سعادتیں، خوشیاں سب حضور ﷺ کی ولادت کے نتیجے میں ہی ملی ہیں۔

جتنا دیا سرکار ﷺ نے مجھ کو، اتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے اُن ﷺ کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

اور اگر کسی موڑ پر کسی قسم کی تکلیف اور آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا تو اس وقت بھی آپ صبر و رضا کا سہارا لیتے ہوئے گھر میں ختم خواجگان اور محفل ذکر و نعت کا انعقاد کرتے اس کے صدقے اللہ تعالیٰ اس آزمائش میں کامیابی عطا فرماتا اور میں نے اکثر آپ کے معمولات کو دیکھا کہ جب آپ کسی درپیش مسئلہ کے حل کے لیے منت مانتے تو وہ بھی محفل میلاد کے انعقاد کی ہوتی۔ الغرض آپ نے اپنے عمل سے ہمیں درس دیا وہ یہی

ہے کہ

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اس میں کوئی مفر مکر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

ہر مسئلہ کا حل بارگاہ رسالت میں گردن جھکا دینے میں ہے، کیونکہ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

آپ کی یہ عادت مبارکہ نہ صرف اپنی دنیاوی زندگی کے جملہ معاملات بھی تھی بلکہ یہی دوام اور ہمیشگی آپ کے روحانی معمولات میں بھی اس سے بھی احسن صورت میں نظر آتی تھی۔

جب سے میں نے ہوش کی آنکھ کھولی میں نے قبلہ والد گرامی کو شریعت مطہرہ پر مکمل کاربند رکھا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں اللہ کی دی ہوئی توفیق سے ذرا برابر بھی غفلت نہیں برتتے تھے۔ جبکہ روحانی کیفیات کے غلبہ کی وجہ سے آپ نہ صرف فرائض کی ادائیگی کا بڑا خیال رکھتے بلکہ نفلی عبادات و ریاضات اور مجاہدات پر بھی سختی کے ساتھ کاربند رہتے۔

آپ نماز تہجد، نماز اشراق، نماز چاشت اور اوابین کے نوافل کے ساتھ ساتھ بقیہ اذکار و وظائف پر دیگر معمولات کی طرح تسلسل کے ساتھ عمل پیرا رہتے تھے۔ سفر و حضر میں بھی اپنے روحانی معمولات میں کمی نہیں آنے دیتے تھے۔ کیونکہ اولیاء اللہ کو جو ذوق اور مزہ اپنے رب کے حضور سجدہ ریزی اور گریہ زاری سے ملتا ہے وہ پُرسکون، آرام دہ اور پرتعیش دنیوی زندگی سے نہیں ملتا۔ وہ اس راہ میں ملنے والے ہر دکھ، درد کو اپنے سینے سے لگاتے ہیں کیونکہ ان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت کا کچھ مزہ ہی نہیں

بس یہی کیفیات آپ کو ہر حال میں اپنے جملہ روحانی معمولات میں دوام اور تسلسل کو برقرار رکھنے پر مجبور کرتی بلکہ اپنے محبوب کے قرب کا کچھ ایسا نشہ ملتا کہ وہ اپنے معمولات میں کمی تو درکنار اس میں مزید اضافہ ہی کرتے چلے جاتے ہیں۔ بس کچھ ایسے ہی سمندر میں قبلہ والد گرامی بھی غوطہ زن تھے کہ اس کی تہوں میں چھپے عظیم روحانی خزانے کی طرف ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے سفر کو جاری رکھا۔

جوں جوں اسکی تہہ میں اترتے جاتے اپنے محبوب حقیقی کے قرب و وصال کے جام سے خوب لطف اندوز ہوتے جاتے بالآخر ہاتف غیبی سے صدا سنائی دی

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ○ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً○ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ○ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ○

''اے اطمینان پا جانے والے نفس○ تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ آ کہ تو اس کی رضا کا طالب بھی ہو اور اس کی رضا کا مطلوب بھی (گویا اس کی رضا تیری مطلوب ہو اور تیری رضا اس کی مطلوب)○ پس تو میرے (کامل) بندوں میں شامل ہو جا○ اور میری جنتِ (قربت و دیدار) میں داخل ہو جا○''

میرا وجدان کہتا ہے کہ یہ صدا سننے کی دیر تھی کچھ ایسا لگا کہ شاید آپ کو صرف اسی لمحے کا انتظار تھا اور آپ نے ساری زندگی میں ہر دکھ درد اور مصیبت کا سامنا بڑے فراخ دلی سے اسی لئے کیا تھا کہ وہ اپنے محبوب کی رضا حاصل کر کے نفس مطمئنہ کے ساتھ اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

آپ کو وہ دعا جو ہر وقت آپ کے لبوں پر رہتی تھی اور ہر ثنا خوان سے سننے

کی فرمائش بھی کرتے تھے وہ شرف قبولیت پا چکی تھی۔ وہ یہی کلمات تھے:

اے سبز گنبد والے منظور دعا کرنا

جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا

آپ اپنے ہزاروں چاہنے والوں کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اب ہزاروں افراد آپ کے مرقد پر انوار پر جا کر اپنی زندگی میں راحت وسکون کی بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ اللہ پاک ان کی مرقد مبارک پر کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔ہمیں اُن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اخروی زندگی کا سامان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

احقر العباد

محمد حامد الازہری

﴿پیغامِ وفا﴾

راقم: قاضی محمد اسحاق، ایبٹ آباد

منقبت بیاد پیر عبدالغفور نقشبندیؒ (المعروف استاد جی)

عشقِ نبی ﷺ کی آگ لگا کر چلے گئے
خوابیدہ بستیوں کو جگا کر چلے گئے

دُکھ بانٹتے ہر ایک کے ماں باپ کی طرح
دُکھیا دلوں کو سکھ میں بسا کر چلے گئے

ماں باپ کی دعائیں اور مرشد کا فیض تھا
ہر بے نوا کی بگڑی بنا کر چلے گئے

تھی جن کے دم قدم سے مدارس میں روشنی
ایسا چراغِ علم جلا کر چلے گئے

اِن مسجدوں کے منبر و محراب کا وجود
مینار عظمتوں کے لگا کر چلے گئے

اُن کی دعا سے کتنے مقدر سنور گئے
بگڑے نصیب کتنے بنا کر چلے گئے

سفرِ مدینہ جب بھی کیا درد سے کیا
آقا ﷺ کو سارا دکھڑا سنا کر چلے گئے

روحانی منزلوں میں عجب حالِ شوق تھا
جیسے چراغ شب کو جلا کر چلے گئے
راہِ وفا کے جتنے بھی ساتھی تھے اُن کے ساتھ
عہدِ وفا کو خوب نبھا کر چلے گئے
جو روحِ انجمن تھے اور زینتِ چمن
بزمِ وفا کو آپ سجا کر چلے گئے
اُس مردِ حق شناس پر رحمت کا ہو نزول
حقِ علَم اٹھایا اٹھا کر چلے گئے
یورپ کی سر زمیں ہو یا مشرق کی وادیاں
خوشبوئے مصطفیٰ ﷺ کو بسا کر چلے گئے
وہ مذہبی تہوار کے روحِ رواں تھے
اور عید و شبِ قدر کو سجا کر چلے گئے
استاد جی کا چہرہ ہے نظروں کے سامنے
عبدالغفور نام سنا کر چلے گئے
اَشکوں کا ہار بھی ہے اِس منقبت کے ساتھ
خوابوں میں آئے تھے مگر آ کے چلے گئے
اسحاق جن کے واسطے وعدہ وفا رہا
نظریں ملا کے ہاتھ اٹھا کر چلے گئے

ذکر بالجہر (بلند آواز سے ذکر کرنا)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کائنات کی وسعتوں میں پھیلی دیگر مخلوقات کو انسانی خدمت پر مامور کر رکھا ہے۔ نسلِ انسانی کو عزت و شرافت کے ساتھ ساتھ مزید بے شمار ظاہری و باطنی نعمتوں سے بھی سرفراز فرمایا ہے اور پھر انسانوں کی بستی میں وہ آدمی جسے سب سے بڑی دولت یعنی ''دولت ایمان'' سے بھی سرفراز کر دیا گیا ہو، تو گویا مالکِ حقیقی نے اس خوش نصیب پہ اپنے انعامات و احسانات کی انتہا کر دی ہے۔

خالق کائنات کی حکمتوں پہ نثار، کائنات کے ایک ذرّہ کو بھی بے مقصد تخلیق نہیں کیا۔ جہاں اس نے دیگر تمام کی تمام مخلوق کو بامقصد پیدا کیا وہاں اس نے اپنی اشرف ترین مخلوق کا مقصدِ تخلیق یوں خود واضح فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ○ (۱)

''اور میں نے جنّات اور انسانوں کو صرف اسی لیے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی اختیار کریں○''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عبادت، معرفت اور اپنی یاد ہی کے لئے اس پیکر خاکی کو اتنی عظمتوں سے ہمکنار کیا ہے۔ فطرت بھی اس کا تقاضا کرتی ہے کہ اپنے معبود حقیقی کی عبادت و ذکر سے زندگی کے شب و روز کو آباد رکھا جائے۔ چنانچہ خالق فطرت نے یوں ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا○ (۲)

''اے ایمان والو! تم اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو○''

(۱) الذریات، ۵۱: ۵۶

(۲) الاحزاب، ۳۱: ۳۳

ذکر الٰہی کے ظاہری و باطنی لطائف

ذکر الٰہی کی کیفیات انسان کے من میں ایک انقلاب برپا کر دیتی ہیں، جب بندہ ہر حال میں اپنے خالق حقیقی کو یاد کرتا ہے تو وہ رحیم و کریم رب اپنے بندے پر اپنی نوازشات کا نزول فرماتا ہے قرآن مجید کی متعدد آیات کریمہ میں کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنے کی ترغیب دی گئی ہے اور متعدد احادیث مبارکہ ہیں جن میں ذکر الٰہی کی اہمیت و افادیت کو بیان کر کے ذکر سے غفلت دور کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ چونکہ انسان روح و جسم دو چیزوں کا مرکب ہے جس طرح جسم کی بیماریوں کے علاج کے لئے دوا کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح روح کی بیماریوں کے علاج کیلئے بھی دوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک مؤمن جب جسمانی و روحانی لحاظ سے صحت، تندرستی اور طاقت رکھتا ہو تو وہ دنیا و آخرت کی فلاح حاصل کرنے میں جلد کامیاب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا قدرت نے روح کی دوا اور غذا ذکر الٰہی میں رکھی ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. (۱)

’’جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔‘‘

چنانچہ ذکر الٰہی سے انسان کے قلب و باطن میں جو اثرات وارد ہوتے ہیں ذیل میں ہم ان کا جائزہ لیتے ہیں۔

☆ ذکر الٰہی سے روح کی بیماریوں کا علاج ہوتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے۔

☆ ذکر ہی قربِ الٰہی کا سبب بنتا ہے ذکر کی جتنی کثرت ہو اتنا ہی قرب اور محبوبیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ ذکر ہی سے من میں ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ ذاکر بخوشی احکام شرعی کے

---

(۱) الرعد، ۱۳: ۲۸

مطابق عمل کرنے کیلئے تیار ہوجاتا ہے اور شیطانی حیلہ سازیوں سے محفوظ رہتا ہے۔

☆ ذکر ہی ایمان والے کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ بے نیاز رب محض اپنے کرم سے لامکاں کی وسعتوں میں اپنی شان کے مطابق اس کا تذکرہ کرتا ہے۔

☆ ذکر ہی کی وجہ سے دل عرش الٰہی اور محبتوں کا مدینہ بن جاتا ہے اور بوسیلہء سرور کائنات ﷺ اس میں انوار وتجلیات کا نزول ہوتا ہے۔

☆ ذکر ہی کی مداومت، ہیشگی سے اولیاء کاملین کو ایسی تابندگی نصیب ہوتی ہے کہ بعد از وصال بھی ان کی یاد اور محبت وعقیدت مخلوق میں باقی رہتی ہے۔ الغرض ذکر ہی سے دل میں سکون، چہرے پہ نور چھا جاتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب اور سید المرسلین یعنی (سید المحبوبین ﷺ) کا سچا غلام بن جاتا ہے۔

برادران اسلام!

ذکر کا لفظ اپنے مفہوم کے لحاظ سے بڑی جامعیت رکھتا ہے۔ تلاوت، تسبیح، تحلیل، تحمید، خطبے، نعت، درود و سلام سب ہی اس سے مراد ہیں۔ ذکر کی کثرت کا حکم ارشاد ہوا ہے خواہ زباں سے، عقل سے یا قلب سے ہو۔ کرنے کا مقصود اخلاص کے ساتھ ذکر الٰہی ہو تو ثواب ہی ثواب، برکت ہی برکت اور نجات ہی نجات ہے۔

ذکرِ الٰہی کی اقسام

ذکر کرنے کی درج ذیل صورتیں قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔

ا۔ ذکر بالقلب (دل سے ذکر کرنا):

دل کی ایک خاص صفت یہ بھی ہے کہ وہ ہر وقت کسی نہ کسی خیال، سوچ یا یاد

میں مشغول رہتا ہے۔ بس دل کے اس خیال، سوچ اور یاد کو ذکر الٰہی میں مشغول رکھنے کا نام ہی ذکر بالقلب ہے یہی قلبی ذکر ہی دل کی صفائی کیلئے صیقل کا کام کرتا ہے۔

۲۔ ذکر بالعقل (عقل کے ساتھ ذکر کرنا):

کائنات کی وسعتوں میں پھیلے دلائل توحید اور اللہ کی ذات و صفات پہ دلالت کرنے والی نشانیوں میں غور کرتے رہنا اور مخلوق کی موجودہ صفات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور محبوبان الٰہیہ کے عطا کردہ کمالات میں اس کی شانِ جود و عطا پہ فکر و تدبر کرتے ہوئے اپنی عقل کی ساری کاوشوں کو اس بے نیاز ذات کی بارگاہ کا قائل اور مائل رکھنا ہی ذکر بالعقل کہلاتا ہے۔

۳۔ ذکر باللسان (زبان سے ذکر کرنا):

بنیادی لحاظ سے ذکر باللسان کی دو صورتیں ہیں:

(الف) ذکرِ خفی (زبان سے آہستہ ذِکر کرنا) یعنی صرف خود سنے

(ب) ذکرِ جہر (زبان سے بلند آواز سے ذِکر کرنا) یعنی دوسرے بھی سنیں

ذکرِ الٰہی کے یہ دونوں انداز قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ دونوں کے اپنے اپنے فضائل، اہمیت اور فوائد ہیں اور دونوں طریقے حضور نبی اکرم ﷺ کی ظاہری حیات سے لے کر آج تک امت مسلمہ میں تسلسل کے ساتھ موجود ہیں اور عقائد صحیحہ پہ کاربند صاحب اخلاص لوگ دونوں انداز اپنا کر قربِ خداوندی کی منازل طے کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین اور اولیائے کاملین کے عقائد و معمولات پہ گامزن و کاربند افراد اگر ذکرخفی اپناتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں تو ان ہی کی مساجد اور خانقاہوں سے ذکر جہر کی بھی گونج سنائی دیتی ہے۔ ان ہی کی صفوں میں ''**لا اله الا الله. الا الله الا الله** اور **الله هُوَ الله هُوَ**'' کے وِرد بھی جاری رہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بلند آواز سے بھی اپنا ذِکر کرنے

کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

فَاذْكُرُوا اللهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ط(۱)

’’اللہ کا خوب ذکر کیا کرو جیسے تم اپنے باپ دادا کا (بڑے شوق سے) ذکر کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ شدّتِ شوق سے (اللہ کا) ذکر کیا کرو۔‘‘

اس آیت کے شان نزول کے مطابق حج سے فارغ ہونے کے بعد لوگ اپنے باپ دادا کی خوبیوں اور کارناموں کو بلند آواز سے بیان کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

’’اللہ کا خوب ذکر کیا کرو جیسے تم اپنے باپ دادا کا (بڑے شوق سے) ذکر کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ شدّتِ شوق سے (اللہ کا) ذکر کیا کرو۔‘‘

ویسے تو صاحب قرآن سیدنا رسول اللہ ﷺ نے اپنے ظاہری پاکیزہ کردار اور باطنی فیوض و برکات سے صحابہ کرام ﷺ کے بھی ظاہر و باطن کو اپنے رنگ میں رنگ دیا تھا۔ اس مقدس جماعت کا ہر فرد ہی ہمہ وقت قلبی، عقلی اور لسانی ذکر میں مشغول رہتا تھا لیکن اس کے باوجود وہ اجتماعی لحاظ سے بھی مجالس کا انعقاد کرتے تھے اور مل کر اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنٰی اور صفاتِ عالیہ کے ورد کر کے اس کی رضا و خوشنودی کو حاصل کرتے تھے۔

مجالس ذکر کا قیام

کثرت ذکر و فکر سے انسان کے اندر بے شمار تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، جن سے انسان کی روح کو تازگی اور سرور کی دولت نصیب ہوتی ہے، لہٰذا ذکر کی مجالس کا قیام اجتماعی طور پر لوگوں کے صفائے قلب کا ایک ذریعہ ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان مجالس کے

(۱) البقرہ، ۲: ۲۰۰

قیام کا حکم فرمایا۔

ذیل میں چند احادیث مبارکہ کی روشنی میں مجالس ذکر کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں:

’’وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ بِهِ عَلَيْنَا، قَالَ: وَاللهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاکَ؟ قَالُوا: وَاللهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاکَ قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ.[1]

’’اور بے شک ایک بار حضور نبی اکرم ﷺ کا اپنے اصحاب کے ایک حلقہ سے گزر ہوا، آپ نے فرمایا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ ہم نے عرض کیا ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھے ہیں اور اللہ نے ہم کو اسلام کی ہدایت دے کر جو ہم پر احسان کیا ہے اس کا شکر ادا کرنے کے لیے بیٹھے ہیں، آپ نے فرمایا: بخدا تم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا بہ خدا ہم اسی وجہ سے بیٹھے ہیں، آپ نے فرمایا: میں نے تم پر کسی بدگمانی کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی، لیکن

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والإستغفار، باب فضل الإجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر، ۲۰۷۵/۴، رقم: ۲۷۰۱

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب الدعوات، باب ما جاء في فضل الذکر، ۵/ ۴۶۰، رقم: ۳۳۷۹

۳۔ نسائی، السنن، کتاب الدعوات، باب کیف یستحلف الحاکم، ۲۴۹/۸، رقم: ۵۴۲۶

ابھی میرے پاس جبرائیل آئے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ ﷛ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَاِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ''. (١)

''جب بھی اور جہاں بھی کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتی ہے تو فرشتے ان کو ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر چھا جاتی ہے، سکون وطمانیت ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ مقربین کی مجلس میں ان کا تذکرہ فرماتا ہے۔''

بخاری ومسلم کے باب فضل الذکر کی طویل حدیث کے مطابق وہ شخص جو اپنے کسی کام کے لئے آیا تھا اور گزرتے ہوئے اس مجلس ذکر میں بیٹھ گیا۔ فرشتوں کے عرض کرنے پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ. (٢)

''کہ میرا ذکر کرنے والوں کی محفل ایسی ہے کہ ان کے ساتھ یونہی بیٹھنے والا

(١) ١۔ مسلم، الصحيح، كتاب الذكر والدعا والتوبة والإستغفار، باب فضل الإجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ٢٠٧٤/٤، رقم: ٢٧٠٠

٢۔ ترمذي، السنن، كتاب الدعوات، باب ما جاء في القوم يجلسون فيذكرون الله عزوجل ما لهم من الفضل، ٥/ ٤٦٠، رقم: ٣٣٧٩

٣۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الأدب، باب كيف فضل الذكر، ٢/ ١٢٤٨، رقم: ٣٣٧٩

(٢) بخارى، الصحيح، باب فضل ذكر الله، ٥/ ٢٣٥٣، رقم: ٦٠٤٥

بھی محروم نہیں رہتا۔''

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے بخوبی واضح ہوگیا کہ مجالس ذکر کے کس قدر فضائل وفوائد ہیں کہ ذکر کی کثرت، محافل ذکر میں شرکت اور اہل اللہ کی سنگت وصحبت اللہ تعالیٰ کے قرب وعرفان کا ایک عظیم ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے فیضان ظاہری و باطنی کے وارث اولیائے کاملین کے آستانے ایسی مجالس سے آباد وشاد ہیں۔ ان سے عقیدت ومحبت کے لحاظ سے وابستہ لوگ بھی مساجد، گھروں اور دیگر مقامات میں اس عمل خیر کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ذکر کے اس انداز کے ذریعے گناہوں کا علاج، دکھوں کا مداوا اور قلوب اذہان کو روشن کرنے کے اہتمام ہوتے رہتے ہیں۔

جس طرح صحابہ کرام ﷺ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی منشاء کے مطابق حلقات بنا کر ذکرِ الٰہی کی محافل سجایا کرتے تھے، اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ کی معیت میں فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر بھی فرمایا کرتے تھے کیونکہ اللہ مجدہٗ نے خصوصیت کے ساتھ نماز کے بعد ذکر کرنے کے متعلق ارشاد صادر فرمایا ہے۔

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُم. (۱)

''پھر (اے مسلمان مجاہدو!) جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹے ہر حال میں) یاد کرتے رہو۔''

یہی وجہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ اپنے صحابہ کرام ﷺ کے ساتھ نماز کے بعد تسبیح وتحلیل اور ذکر (خفی و جہر) کا اہتمام فرماتے۔ اس مقدس معمول کو جید و نامور آئمہ حدیث امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین نے اپنی اپنی کتب میں ''**باب الذکر بعد الصلوٰۃ**'' کے عنوان سے باب قائم کر کے اس کے متعلق احادیث کو بیان کیا ہے۔

(۱) النساء، ۴: ۱۰۳

اب درود و سلام پڑھتے ہوئے مسجد نبوی کے اس روح پرور منظر کا بھی نظارہ کیجئے کہ جب سید الانبیاء ﷺ مصلیٰ اِمامت پر جلوہ فرما ہوتے اور سلام پھیرتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی اکرم ﷺ کی معیت میں ذکر الٰہی کا اس قدر اہتمام فرماتے کہ لوگ انہیں اپنے گھروں میں بھی سن لیتے تھے۔ روایات میں آتا ہے حضور ﷺ کا معمول مبارکہ تھا۔

”كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِهٖ يَقُوْلُ بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰى لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ“.(1)

”رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے فرماتے تھے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ.“

بلکہ سیدنا حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی اکرم ﷺ کے حیات ظاہری کے معمول کو یوں بیان کرتے ہیں۔

أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ.(2)

”فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں موجود تھا۔“

اسی حدیث کے تحت شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

---

(۱) شافعی، المسند، ۱: ۴۴

(۲) بخاری، الصحیح، كتاب الأذان، باب الذكر بعد الصلاة، ۱/ ۲۸۸، رقم: ۸۰۵

مسلم، الصحیح، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب الذكر بعد الصلاة، ۱/ ۴۱۰، رقم: ۵۸۳

فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰی جَوَازِ الْجَهْرِ بِالذِّکْرِ عَقَبَ الصَّلٰوةِ. (۱)

''اس میں نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کے جواز پر دلیل ہے۔''

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی روایت کرتے ہیں کہ:

کُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذَالِکَ اِذَا سَمِعْتُهٗ. (۲)

''میں اس ذکر کو اپنے کانوں سے سن کر یہ جان لیتا کہ نمازی نماز سے فارغ ہو گئے ہیں۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی فرماتے ہیں:

کُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِالتَّکْبِيْرِ. (۳)

''میں حضور نبی اکرم ﷺ کے نماز کے اختتام کو تکبیر کی آواز سے پہچان لیتا تھا۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے نماز کے اختتام کو

---

(۱) عسقلانی، فتح الباری، ۲/ ۳۲۵، رقم: ۸۰۵

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الأذان، باب الذکر بعد الصلاة، ۱/ ۲۸۸، رقم: ۸۰۵

مسلم، الصحیح، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب الذکر بعد الصلاة، ۱/۴۱۰، رقم: ۵۰۳

(۳) بخاری، الصحیح، کتاب الأذان، باب الذکر بعد الصلاة، ۱/ ۲۸۸، رقم: ۸۰۶

أبوداؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب التکبیر بعد الصلاة، ۱/ ۲۶۳، رقم: ۱۰۰۲

ابن حبان، الصحیح، ۵/ ۶۱۰، رقم: ۲۲۳۲

تکبیر کی آواز سے پہچان لیتا تھا۔

تمام مکاتبِ فکر کی معتمد شخصیت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ تکبیر سے مراد مطلق ذِکر ہے۔

شارع صحیح مسلم امام نووی بھی یوں رقمطراز ہیں:

هٰذَا دَلِيْلٌ لِّمَا قَالَهُ بَعْضُ السَّلَفِ اِنَّهُ يَسْتَحِبُّ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالتَّكْبِيْرِ وَالذِّكْرِ عَقَبَ الْمَكْتُوْبَةِ.(۱)

''یہ حدیث بعض اسلاف کے مسلک پر دلیل ہے کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہنا اور ذکر کرنا مستحب ہے۔''

اسی طرح علمی دنیا کی نامور شخصیات، آئمہ دین جن کا تفقہ فی الدین اور خدماتِ دین میں ایک نام بھی ہے اور کام بھی ہے۔ جیسے علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری، علامہ بدر الدین عینیؒ نے عمدۃ القاری، علامہ طحطاویؒ نے حاشیہ طحطاوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فتاویٰ عزیزی میں نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کو جائز، مستحب، مستحسن اور معمولاتِ سلف صالحین میں شمار کیا ہے۔ بلکہ علامہ ابن عابدین شامیؒ نے سلف صالحین سے ان الفاظ میں اجماع نقل کیا ہے۔

امام شعرانیؒ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَّخَلَفًا عَلٰى اِسْتِحَبَابِ ذِكْرِ اللهِ تَعَالٰى جَمَاعَةً فِى الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا.(۲)

''پہلے اور بعد والے دور کے جید علماء نے جماعت کے ساتھ بلند آواز سے ذکر

---

(۱) نووی، شرح مسلم، ۵/ ۸۵

(۲) ابن عابدین، شامی، ۲/ ۴۳۴

کرنے کو مستحب لکھا ہے۔ ذکر مساجد میں ہو یا کسی اور جگہ پر ہو۔''

اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مندرجہ بالا احادیث مبارکہ اور صرف انہی فقہی عبارات پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔

خلاصۂ کلام

اب دن کے اجالے کی طرح عیاں ہوگیا ہے کہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا حضور نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کے معمولات میں سے ایک بابرکت عمل ہے جو یقیناً جائز، مستحب اور مستحسن ہے۔ لیکن جب اولیاء کاملین اور علماء ربانیین، سلف صالحین کے معمولات کے حقیقی پیروکار نماز کے بعد ذکر قدرے بلند آواز میں کرنے ہی پڑتے ہیں تو کچھ افراد اس بابرکت عمل کو ناجائز، بدعت اور حرام کہتے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کو اس سے روکتے ہیں۔ بلکہ جس کو اس کارِ خیر سے روک لیتے ہیں وہ اسے اپنی بڑی کامیابی خیال کرتے ہیں۔

آپ ان حضرات کی دینی ناواقفیت اور شدت کا با آسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ عمل جو یقیناً جائز، مستحب، سرکارِ دو عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معمولات سے ثابت ہے اور جید علماء کرام کا اس پر اجماع ہے اور اولیاءِ امت آج بھی اسے اپنائے ہوئے ہیں اور کروڑوں مسلمان اس پہ عمل پیرا ہیں۔ وہ اپنے خود ساختہ فتوؤں سے اس عمل کو حرام اور ناجائز قرار دے کر اسے دین اسلام کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں اور امت مسلمہ کے درمیان فساد برپا کر رہے ہیں، حالانکہ انہیں اس کا بخوبی علم ہے کہ ذکر بالجہر کو حرام، بدعت، ناجائز قرار دینے کا مؤقف قرآن و حدیث، علماء دین متین کے اقوال کی تائید سے محروم ہے۔ پھر بھی سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے اس مؤقف کی طرف متوجہ کرنے کے لئے بہانہ بناتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''نماز کے بعد اونچی آواز سے ذکر کرنے سے دیگر نمازیوں کی نماز میں خلل آتا ہے۔''

لمحۂ فکریہ

عقلِ سلیم رکھنے والے برادرانِ اسلام! مذکورہ بالا احادیث مبارکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ خود رسول اللہ ﷺ بعد از نماز بلند آواز سے ذکر الٰہی کا ورد فرماتے۔ جن کی اداؤں کا نام نماز ہے انہیں تو دیگر نمازیوں کے بارے میں خیال نہیں آیا کہ ان کی نماز میں خلل پیدا ہو رہا ہے اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی نے اعتراض نہیں کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مل کر بلند آواز سے ذکر کرنے سے ہماری نمازوں میں خلل واقع ہو رہا ہے۔ یہ لوگ ایسے مفہوم والی کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں دکھا سکتے۔

سوچنے کی بات ہے کہ اس مستحب عمل کی اتنی شدت سے مخالفت کرنے والے کیا حضور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کاملین سے زیادہ خشوع وخضوع والے نمازی ہیں؟

کیا ذکر الٰہی کا جو انداز نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار فرمایا، اس سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اسے ناجائز بدعت اور حرام کی تبلیغ کرنا بھی اسلام ہی کی خدمت شمار ہوگی؟

کیا ایک مستحب عمل کو حرام و ناجائز قرار دے کر مساجد اور محافل میں فتنہ وفساد برپا کرنا انتہا پسندی نہیں ہے؟

کیا ایسے افکار کی اشاعت جس سے ماقبل انعام یافتہ مؤمنین کے عقائد و اعمال کے بارے میں نوجوان نسل بے یقینی و بد اعتمادی کا شکار ہو وہ آنے والی نسل کے لئے نقصان دہ نہیں ہوگا؟

حالانکہ اگر بعد از نماز اونچی آواز سے ذکر کرنا شرعی لحاظ سے اتنا قابل گرفت ہوتا کہ اسے بدعت وحرام سے تعبیر کیا جاسکتا تو ایامِ تشریق کی تکبیرات کو بلند آواز سے

بعد از نماز پڑھنا کبھی بھی واجب نہ کیا جاتا۔ آپ نے بھی دیکھا ہوگا کہ ۹ ذوالحجہ کی فجر سے ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک دیگر مسالک کی مساجد میں بھی بلند آواز سے تکبیرات پڑھی جاتی ہیں۔ لوگ بقیہ رکعتیں ادا کر رہے ہوتے ہیں، امام و مقتدی اونچی آواز میں تکبیرات پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

اُس وقت ان کی نماز میں خلل کا خیال کیوں نہیں رکھا جاتا؟ نمازیں بھی ہوتی رہتی ہیں مگر مولوی صاحبان کے خطابات، دروس، جلسے فضائل و اعمال کی تعلیم اور اذانیں بھی جاری رہتی ہیں۔ جن مساجد میں مدارس ہیں وہاں بچے چیخ چیخ کر پڑھ رہے ہوتے ہیں، صرف اور صرف جماعت اولیٰ (پہلی جماعت) کا اہتمام ہوتا ہے۔ باقی ایسے ہی سلسلہ جاری رہتا ہے پھر خلل کا خیال کیوں نہیں رکھا جاتا ہے؟ مسجد حرام (مکہ مکرمہ) کے معمولات بھی دیکھیں کہ وہاں صرف جماعت اولیٰ کے اہتمام کے لئے طواف کا وقفہ کیا جاتا ہے، سلام کے ساتھ ہی فوراً طواف شروع ہوجاتا ہے۔ تسبیحات، تلبیہ، اذکار اور دعاؤں کا اس قدر شور ہوتا ہے کہ کان میں پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اگر بعد از نماز اونچی آواز سے ذکر کرنا بدعت، ناجائز اور حرام ہے تو خدارا یہ بتائیں کہ حاضرین حرم کے بارے میں کیا فتویٰ ہوگا؟ کیا انہیں طواف بند کردینا چاہئے؟

توجہ طلب بات

ہمارے وہ دوست اپنے علماء و مولوی صاحبان پہ حد درجہ اعتماد رکھتے ہیں، جو وہ کہہ دیں یا لکھ دیں تو اس کو پتھر پہ لکیر خیال کرتے ہیں۔ خواہ انہوں نے محض اپنی خواہشات اور خود ساختہ نظریات کے مطابق لکھتے ہوئے قرآن و سنت، سلف صالحین اور علمائے ربانیین کے برعکس ہی کیوں نہ عقیدہ و عمل پیش کیا ہو۔ حالانکہ بحیثیت مسلمان ہمیں اس بات کو ہمیشہ اپنے قلب و ذہن میں راسخ کرلینا چاہئے کہ کوئی بھی عالم دین کتاب و سنت کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے جو عقیدہ و عمل بیان کرے تو اس پہ اعتبار و اعتماد کیا جائے گا۔ اگر اس کا عقیدہ و عمل ماقبل انعام یافتہ

لوگوں کے برعکس ہو اور اس کی تحریر وتقریر سے توہین رسالت و اہل بیت یا بغض صحابہ و اولیائے کاملین کی بو آئے تو فوراً اس کے افکار و نظریات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہئے۔

کیونکہ برادرانِ اسلام! ہم نے مولویوں کا نہیں، سید المرسلین تاجدارِختم نبوت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے۔ اُس نبی کریم ﷺ کی محبت وعقیدت میں ہی جینا اور مرنا چاہتے ہیں اور قیامت کی دن ان ہی کے لوائے حمد کے سائے میں اٹھنا چاہتے ہیں۔ الغرض یہ امید واثق ہے کہ وہ علماء جنہیں وہ بڑے القابات سے یاد کرتے ہیں، امید ہے کہ مان جائیں گے اور امت کے درمیان ذکر بالجہر کے بارے میں ایسی انتہا پسندی کی روش سے باز آجائیں گے۔

ذیل میں چند دیوبندی مکتبہ فکر کے حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ ان کے اکابرین کا اس عمل کی بابت کیا مؤقف ہے۔

☆ تبلیغی جماعت کے عظیم رہنما مولانا اشرف علی تھانوی جنہیں حکیم الامت لکھا جاتا ہے۔ وہ ایک حدیث شریف کے بعد لکھتے ہیں کہ اس سے مشروعیت جہر واضح ہے۔[1]

☆ انہی کے عظیم عالم مولوی رشید احمد گنگوہی بھی ذکر بالجہر کے بارے میں جواب دیتے ہوئے ان الفاظ میں گویا ہوئے ''اسے صاحبین و دیگر فقہاء ومحدثین جائز کہتے ہیں اور ہمارے مشائخ کا اختیار مذہب صاحبین ہے۔[2]

ایک پیغام

برادرانِ اسلام! مندرجہ بالا حقائق پیش کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ بدقسمتی سے ہم میں سے جس کسی کے قدم بدعقیدگی کی ہوا، بے یقینی کے سیلاب اور

(۱) اشرف علی تھانوی، امداد الفتویٰ، جلد ۴

(۲) رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدی، جلد ۳

شکوک و شبہات کے طوفان کی زد میں آ کر راہِ مستقیم سے پھسل چکے ہیں وہ اپنی اُخروی کامیابی کے حصول کے لئے اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا اور ہادیٔ برحق ﷺ کے حضور درود و سلام پڑھتے ہوئے آنکھوں سے گرد و غبار کی پٹی اُتار کر نظر ثانی کرے اور دیکھے کہ حقیقت کیا ہے؟

قرآن و حدیث اور سلف صالحین کی تائید کن عقائد ومعمولات کو حاصل ہے اور ہم فتنہ پروری کے مضبوط نیٹ ورک کے پروپیگنڈے کے باوجود صداقت کی راہ پر بفضلہٖ تعالیٰ اپنا قدم قائم دائم رکھے ہوئے ہیں۔ اور آج تک ہم ذکر الٰہی کے وہ بابرکت انداز اپنائے ہوئے ہیں، جنہیں قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے معمولات کی تائید حاصل ہے۔ تو پھر اپنے رب کریم کی رحمتوں پہ یقین رکھیں اس سے گناہوں کی معافی، غلامیٔ رسول میں پختگی، روحانی سکون اور قربِ خداوندی کے اعزازات عطا ہوں گے۔ ہاں اتنی گزارش ہے کہ نماز کے بعد ذکر میں قدرے دھیمی آواز میں کلمات پڑھے جائیں اور محفل ذکر میں ریاکاری سے بچتے ہوئے خوب ضربیں لگائی جائیں۔

اہلیان یورپ کے نام

گھر کے آنگن میں نماز کے بعد تلاوت، ذکر خداوندی اور درود و سلام کے معمولات اسلامی و روحانی ماحول پیدا کرنے کے سب سے آسان اور پرتاثیر نسخے ہیں۔ جن کی برکت سے تمام اہل خانہ یکساں طور پر مستفیض ہوتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے عادت کے مطابق نقل کرتے کرتے مقدس کلمات خود ہی سیکھ جاتے ہیں۔ جب اپنے معصومانہ موڈ میں بے خود ہوکر کھیلتے ہوئے توتلی زبان سے ذکر کے کلمات دہراتے ہیں تو گھر کی چار دیواری میں دل موہ لینے والا روحانی منظر قائم ہوجاتا ہے اور نہ جانے کتنی بلائیں اس معصومانہ آواز کی برکت سے ٹل جاتی ہیں۔

اہل طریقت کے نام

تمام سلاسل طریقت کے ختم خواجگان، ان اذکار و اسماء پر مشتمل ہیں جن کے ورد و اوراد، وظائف کی برکت سے اُن پاکان امت کو بوسیلہ رسول کریم ﷺ بارگاہِ خداوندی میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات نصیب ہوتے ہیں۔ ہم خود بھی پڑھیں، اگر ممکن ہو تو جہاں ختم خواجگان شریف کا اجتماعی اہتمام ہو وہاں باقاعدگی سے شریک ہوں۔ پھر اچھی طرح یاد کرنے کے بعد اپنے اہل خانہ کے ساتھ مل کر گھر میں پڑھنے کا پروگرام ترتیب دیں، ہفتہ میں ایک بار یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم مہینہ میں تو ایک بار ضرور پڑھنا چاہیے۔

☆ ذکر الٰہی کی وجہ سے برکت و رحمت کی فراوانی ہم خود محسوس کریں گے۔

☆ مصائب و آلام سے رہائی کی راہیں خود بخود میسر آنا شروع ہو جائیں گی۔

☆ دکھ برداشت کرنے کے طریقے اور سکھ بانٹنے کے سلیقے نصیب ہو جائیں گے۔

پھر آخر دیر کیوں؟

اپنے گھر کا ایک کمرہ ذکر و عبادت کے لئے مختص کرتے ہوئے ایک خوبصورت فریم جس پہ جلی حروف میں اسم جلالت اللہ ﷻ لکھا ہوا ہو، نصب فرما کر وہاں دن مقرر کرتے ہوئے باقاعدگی سے محفل ذکر کا آغاز فرما دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ذکر الٰہی کی برکت سے:

☆ باہر کی دنیا کی فحاشی اور بے حیائی کے گندے اثرات خود ہی کافور ہوتے چلے جائیں گے۔

☆ افراد خانہ کے ظاہر و باطن نور علیٰ نور ہوتے جائیں گے۔

☆ جو بے شعور ہیں، وہ باشعور ہوتے جائیں گے۔

☆ حاسدین کے سارے منصوبے چکنا چور ہوتے جائیں گے۔

☆ اور یوں سب فتور دور ہوتے جائیں گے۔

☆ بس ذکر الٰہی کرتے رہیے۔

ختم خواجگان شریف

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم	۱۰۰ مرتبہ	اللّٰهُمَّ يَا مُسَبِّبَ الاَسْبَابِ	۱۰۰ مرتبہ
درود شریف	۱۰۰ مرتبہ	اللّٰهُمَّ يَا مُفَتِّحَ الاَبْوَابِ	۱۰۰ مرتبہ
سورۃ فاتحہ	۱۰۰ مرتبہ	اللّٰهُمَّ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا	۱۰۰ مرتبہ
سورۃ الم نشرح	۱۰۰ مرتبہ	اللّٰهُمَّ يَا دَلِيْلَ الْمُتَحَيِّرِيْنِ	۱۰۰ مرتبہ
سورۃ اخلاص	۱۰۰ مرتبہ	اللّٰهُمَّ يَا لَطِيْفُ	۱۰۰ مرتبہ
اللّٰهُمَّ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ	۱۰۰ مرتبہ	اللّٰهُمَّ يَا قَوِىُّ	۱۰۰ مرتبہ
اللّٰهُمَّ يَا كَافِىَ الْمُهِمَّاتِ	۱۰۰ مرتبہ	اللّٰهُمَّ يَا عَزِيْزُ	۱۰۰ مرتبہ
اللّٰهُمَّ يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ	۱۰۰ مرتبہ	اللّٰهُمَّ يَا حَىُّ يَا قَيُّوْمُ	۱۰۰ مرتبہ
اللّٰهُمَّ يَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ	۱۰۰ مرتبہ	اللّٰهُمَّ يَا مُنَزِّلَ الْبَرَكَاتِ	۱۰۰ مرتبہ
اللّٰهُمَّ يَا حَلَّ الْمُشْكِلَاتِ	۱۰۰ مرتبہ	اللّٰهُمَّ يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ	۱۰۰ مرتبہ
اللّٰهُمَّ يَا شَافِيَ الاَمْرَاضِ	۱۰۰ مرتبہ	اللّٰهُمَّ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ	۱۰۰ مرتبہ
اَغِثْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ	۱۰۰ مرتبہ	آمین	۱۰۰ مرتبہ
درود شریف	۱۰۰ مرتبہ		

چند منٹ مراقبہ اور پھر محفل ذکر اس طرح کریں (۱) لا اله الا الله بلا تکرارِ اثبات۔ بعد میں اثبات کے تکرار سے۔ (۲) الا الله (۳) الله هو

بارگاہِ خداوندی میں مناجات و استغاثہ

الحاج پیر عبدالغفور نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر و بیشتر بارگاہ خداوندی میں عجز و انکساری کے ساتھ تصورت دعا مندرجہ ذیل مناجات اور استغاثہ پیش کیا کرتے تھے:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

☆ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.[1]

''فرما دیجیے کہ بے شک میری نماز اور میرا حج اور قربانی (سمیت سب بندگی) اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔''

☆ یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا یَا رَحِیْمَ الآخِرَۃِ

اِرْحَمْ حَالَنَا یَا سَتَّارُ اِغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَا رَحْمٰنُ

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پزیر
گر تو می بینی حسابم نا گزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

(۱) الانعام، ۶: ۱۶۲

خدایا بحق بنی فاطمہ　　　کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول　　　من و دست دامان آل رسول

تو ہی اول تو ہی آخر　　　تو ہی ظاہر تو ہی پنہانی
تو ہی خالق تو ہی مالک　　　تو ہی رازق تو ہی رحمانی

ہمہ اشکال یا رب مبَدَّل کن بآسانی
بحق غوث اعظم پیر پیراں شاہ جیلانی

حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل　　　نعم المولیٰ و نعم النصیر

بارگاہ رسالت مآب سے توسل اور استغاثہ کی طلب

کُن نظر بر حال زار ایں بے سرو پا بے نوا
لَیْسَ فِیْ دَارَیْنِ غَیْرُکَ یَا مُحَمَّدٌ مُصْطَفٰی ﷺ

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا　　　یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنَا فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُغْرَقٌ　　　خُذْ یَدِیْ سَهِّلْنَا اَشْكَالَنَا
تَقَبَّلْنِیْ وَلَا تَرُدُدْ سُؤَالِیْ　　　اَغِثْنِیْ یَا سَیِّدِیْ اُنْظُرْ بِحَالِیْ

تعارف صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس

صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس تعلیمی و سماجی خدمات سرانجام دینے والا ادارہ ہے، جس کی بنیاد عصر حاضر کی عظیم علمی و روحانی شخصیت حضرت شیخ العالم الحاج پیر علاؤ الدین صدیقی مدظلہ العالی کی ہدایات و راہنمائی اور روحانی سرپرستی میں الحاج پیر مولانا عبد الغفور نقشبندی (المعروف استاد جیؒ) نے آج سے پانچ سال قبل مظفر آباد اور ایبٹ آباد کے سنگم پر واقع ایک مضافاتی علاقہ مدینہ نگر پلہیر میں رکھی۔ اس عظیم ادارہ کا قیام جن مقاصد کے پیش نظر عمل میں لایا گیا، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

☆ ادارہ میں طلباء و طالبات کو ایسی تعلیمی و انقلابی صلاحیتوں سے آراستہ کرنا جس کی بدولت وہ قرآن وسنت، فقہ اور دیگر علوم شریعہ کی روشنی میں دور حاضر کے مسائل اور تقاضوں کا حل پیش کر سکیں۔

☆ نسل نو کی علمی و عملی، فکری و نظریاتی اور اخلاقی و روحانی تربیت کا ایسا مؤثر اہتمام کرنا جس کی اولاً وہ خود مجسم مثال بن سکیں اور پھر ملک و ملت کے لیے مخلصانہ خدمات سرانجام دے سکیں۔

☆ نسل نو کے کردار و عمل میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اطاعت و اتباع کا ایسا رنگ چڑھایا جا سکے جو قرونِ اُولیٰ کے مومنین با صفا کی یاد تازہ کر دے۔

☆ طلباء کو علوم شریعہ کے ساتھ ساتھ جدید علوم سے یوں آراستہ کرنا کہ وہ جدید علوم وفنون کے حامل نوجوان ذہن کو اسلام کی حقانیت سے روشناس کر سکیں۔

☆ معاشرے کے غریب و نادار افراد کی ایسی فنی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا تا کہ وہ بھی زندگی کی بنیادی ضروریات سے مستفیض ہو کر غربت و افلاس میں گھرے اس دور

میں اپنے لیے خوشی و مسرت لانے کا اہتمام کر سکیں۔

الحمد للہ! یہ امر باعث مسرت ہے کہ ادارہ ہذا محدود وسائل کے باوجود ان مقاصد کے حصول کے لیے اپنے قیام کے ساتھ ہی عملی کوششوں کا آغاز کر چکا ہے۔ طلباء و طالبات کی تعلیم و تربیت کے لیے مختلف تعلیمی مراکز قائم کئے گئے ہیں جو شب و روز اپنی خدمات بحسن و خوبی سر انجام دے رہے ہیں۔ جب کے بعض منصوبہ جات تکمیل کے مراحل میں ہیں۔

1۔ دارالعلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقیہ

دارالعلوم میں با قاعدہ کلاسز کا آغاز آج سے ۲ سال قبل کیا جا چکا ہے، اس کے دو مرکزی شعبے ہیں۔

ا۔ شعبہ حفظ

ماہر اساتذہ کرام کی نگرانی میں پرائمری پاس طلباء کو داخلہ دیا جاتا ہے اور طلباء کو ناظرہ و حفظ کے ساتھ ساتھ تجوید و قرأت کے فن سے بھی آراستہ کیا جاتا ہے۔ نیز تعلیم قرآن کے ساتھ ساتھ بنیادی عصری تعلیم کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے تا کہ طلباء حفاظ بننے کے ساتھ ساتھ علمی و عملی زندگی میں بھی کسی سے پیچھے نہ ہوں۔

۲۔ شعبہ درس نظامی

علوم شریعہ کے ساتھ ساتھ علوم عصریہ کے حصول کے لیے پاکستان بھر سے مڈل اور میٹرک پاس خواہشمند طلباء کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ درس نظامی کے مکمل کورس کے ساتھ FA, BA اور MA تک کی تعلیم کا اہتمام کیا گیا ہے۔ دونوں شعبہ جات سے وابستہ طلباء کی روحانی و اخلاقی تربیت اور کردار سازی کے لیے فرائض کی ادائیگی کے علاوہ نماز تہجد کی پابندی، محافل ذکر و نعت اور ختم خواجگان کا با قاعدہ اہتمام کیا جاتا ہے۔

☆ طلباء کی تحقیقی اور علمی وفکری بالیدگی کے پیش نظر ایک شاندار اور پُر سکون لائبریری کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔

☆ ملک بھر سے آنے والے تشنگانِ علم کے لیے دارالعلوم ہذا میں اقامتی ضروریات کے پیش نظر بہترین ہاسٹل کا اہتمام کیا گیا ہے۔

☆ ہاسٹل میں قیام و طعام کا فری اہتمام ہے۔ جملہ اخراجات صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس ادا کرتا ہے۔

☆ عصر حاضر کی ضروریات کے پیش نظر طلباء کو کمپیوٹر کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔مختلف کمپیوٹر کورسز کے لیے بہترین کمپیوٹر لیب موجود ہے۔

2۔محی الدین غوثیہ گرلز کالج

اسلام میں خواتین کی تعلیم و تربیت کی ضرورت محتاجِ بیان نہیں۔خواتین کے لیے تعلیم وتربیت کا حصول بھی اتنا ہی اہم ہے جس قدر مردوں کے لیے کیونکہ خواتین کی آبادی کا تناسب مردوں سے کسی طور کم نہیں۔تعلیم یافتہ خواتین خاندان اور معاشرے کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اسی اہمیت کے پیش نظر صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس نے مظفر آباد آزاد کشمیر کے مضافات میں محی الدین غوثیہ گرلز کالج قائم کیا گیا ہے۔

فی الوقت مقامی خواتین مڈل اور میٹرک کے بعد داخلہ لیتی ہیں اور درس نظامی کے چار سالہ کورس الشہادۃ العالیہ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ علوم عصریہ میں BA تک تعلیم مکمل کرتی ہیں۔

طالبات کی فکری وتحقیقی تعلیم وتربیت کے لیے لائبریری کا قیام بھی عمل میں لایا جا چکا ہے اور انہیں کمپیوٹر کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

صدیقی ایجوکیشنل کورسز

دور دراز دیہاتوں میں طلباء و طالبات کی تعلیم و تربیت کے لیے سپیشل صدیقی ایجوکیشنل کورسز کا اجراء کیا جا چکا ہے۔ ان کورسز میں معذور، بے بس، ضرورت مند افراد معاشرہ کی تعلیم و تربیت کے لیے ناظرہ، ترجمۃ القرآن، تفسیر القرآن اور بنیادی فقہی مسائل سے آگاہی کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ان کلاسز میں اساتذہ کرام کا انتظام و انصرام صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس کی ذمہ داری ہے۔

سماجی و معاشرتی خدمات

صدیقی ایجوکیشنل کمپلیکس نہ صرف مستحق و نادار افراد کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتی ہے بلکہ افراد معاشرہ میں غریب و نادار خواتین و حضرات کی مختلف مسائل کے حل کے لیے مالی مدد بھی فراہم کرتی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے محی الدین بیت المال کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جا رہا ہے جبکہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر اجتماعی قربانی کے ذریعے نہ صرف ہزاروں مستحق افراد تک گوشت پہنچایا جاتا ہے بلکہ کھالوں سے حاصل ہونے والی آمدنی دارالعلوم اور دیگر غریب افراد پر خرچ کی جاتی ہے۔

زیرِ تکمیل منصوبہ جات

مندرجہ بالا ادارہ جات اپنے محدود وسائل کے باوجود شب و روز خدمت دین کا فریضہ ادا کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ جبکہ اس میں مزید بہتری لانے کی خاطر درج ذیل منصوبہ جات بھی ہمارے پیش نظر ہیں جن کی بروقت تکمیل از حد ضروری ہے۔

۱۔ دارالعلوم محمدیہ محی الاسلام صدیقیہ میں جامع مسجد کا قیام

۲۔ محی الدین غوثیہ گرلز کالج میں ہاسٹل کا قیام

۳۔ طلباء و اہل علاقہ کے علاج معالجہ کے لیے ہسپتال کا قیام

۴۔ غریب و مستحق افراد کی مالی خدمات کے لیے بیت المال کا قیام

مندرجہ بالا منصوبہ جات کے قیام کے لیے اراضی کی خریداری ہو چکی ہے، جبکہ

ان کی تکمیل کے لیے مخیّر حضرات سے خصوصی تعاون کی درخواست کی جاتی ہے کہ آگے بڑھیں اور ان کار ہائے خیر میں حصہ لے کر دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں۔

مخیّر حضرات اپنی زکٰوۃ وعطیات درج ذیل ذرائع سے جمع کروا سکتے ہیں:

1۔ Western Union کے ذریعے اپنا زرتعاون بھیجئے:

محمد فیاض ولد عبدالغفور

CNIC No: 13101-6428751-5

2۔ بینک اکاؤنٹ کے ذریعے اپنا زرتعاون بھیجئے:

بینک اکاؤنٹ نمبر: 0468662051001539

برانچ کوڈ نمبر: 0593

مسلم کمرشل بینک، مین برانچ مظفر آباد